عامر بیگ

تخلیقی بہاؤ میں بہنے والا افسانہ نگار

تحریر: جمیل عثمان

امریکہ کی مشہور و معروف ادیب ، نقاد اور مضمون نگار لوری موور (Lorrie Moore) کا کہنا ہے:
"افسانہ ایک معاشقہ ہے جبکہ ناول بندھن ہے - افسانہ ایک تصویر ہے جبکہ ناول ایک فلم ہے" -

عامر بیگ ایک ایسا افسانہ نگار ہے جس کی زنبیل میں بے شمار عشق و محبت کی داستانیں ہیں - ان داستانوں کی تصویریں وہ قلم سے کھینچتا ہے اور ہمیں دکھاتا ہے - عامر بیگ ایک ڈاکٹر ہے - انسانوں کا بھی اور جانوروں کا بھی - اسی لئے اس کے افسانوں میں انسانیت کے بلند اقدار کے ساتھ ساتھ حیوانی جبلت بھی نظر آتی ہے - افسانہ "چادر" کا اسلم اپنی جوان اور بیوہ بھابی اور اس کے بچے کا سہارا بننے کے لئے اپنی محبت قربان کر دیتا ہے - اور افسانہ "نذرانہ" کا شاہ جی (عاصم) نہ صرف نو عمر لڑکوں کے ساتھ بد فعلی کرتا ہے بلکہ مرتے ہوئے والدین سے ان کی بیٹی کو بہ طور نذرانہ مانگ لیتا ہے -

عامر بیگ ایک طبیب ہے - اس پوری کتاب میں اس کا تجربہ بولتا ہے - ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے اس نے مختلف ممالک کا سفر کیا ہے، کہیں تعلیم کی غرض سے ، کہیں کام کی غرض سے اور کہیں صرف گھومنے پھرنے کی غرض سے - لیکن وہ جو کسی نے کہا ہے نا کہ "جہاں بھی گئے داستاں چھوڑ آئے" - تو یہ حضرت جہاں بھی گئے داستاں لے کے آئے - پاکستان کے مختلف شہروں کے علاوہ یورپ ،امریکہ ، روس ور لاطینی

امریکہ سے بھی کہانیاں لے کر آئے - ڈاکٹر عامر بیگ کا مشاہدہ بہت تیز ہے - اس کے افسانے پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بڑی باریک بینی سے اپنے اس پاس کے ماحول کا جائزہ لیتا ہے اور ایک ایک چیز کو بہ غور دیکھتا ہے اور نوٹ کرتا ہے - افسانہ ''امیج'' میں اس نے ہیرو کا جو نقشہ کھینچا ہے اس سے قاری کا دھیان یکلخت اداکار محمد علی کی طرف جاتا ہے - اب معلوم نہیں کہ زیبا بیگم نے ان کے وگ کے بارے میں وہ بات کہی ہوگی یا یہ عامر بیگ کے ذہن کی اختراع ہے - مگر بات ہے پتے کی - مجھے یہ افسانہ پڑھ کر دلیپ کمار صاحب بھی یاد آ گئے - جو آخری عمر میں چل پھر نہیں سکتے تھے اور نہ ٹھیک سے بول سکتے تھے ، لیکن ان کا ''امیج'' بر قرار رکھنے کے لئے اس عمر میں بھی ان کے بالوں میں خضاب لگایا جاتا تھا -

راجندر سنگھ بیدی کا کہنا ہے کہ ''افسانے اور شعر میں کوئی فرق نہیں - ہے تو صرف اتنا کہ شعر چھوٹی بحر میں ہوتا ہے اور افسانہ ایک ایسی لمبی اور مسلسل بحر میں جو افسانے کے شروع سے لے کر آخر تک چلتی ہے'' - عامر بیگ ایک شاعر بھی ہے اور افسانہ نگار بھی - وہ اشعار میں افسانے سناتا ہے اور افسانے میں شاعری کرتا ہے - جیسے ''مانتو'' میں عامر بیگ لکھتا ہے، ''تہران کے بارے میں کچھ باتیں میرے مشاہدے میں آئیں اور کچھ کا پتہ مجھے لب_ شیریں سے ملا''- یہاں ''لب_ شیریں'' کا استعمال کیا خوب ہے اور ذو معنی بھی - شیریں اس کی محبوبہ کا نام ہے اور اسی کی زبانی اسے تہران کی کچھ باتیں معلوم ہوئیں -
افسانہ ''بیرا'' میں عامر اپنی پڑوسن کے بارے میں لکھتا ہے، ''میں صحن میں چارپائی بچھائے بیٹھا تھا کہ چوڑیوں کی کھنک نے مجھے سر اٹھا کر اوپر دیکھنے پر مجبور کر دیا - وہ عطیہ تھی ، کسی اپسرا جیسی ، جو سرمئی بادلوں سے نکل کر اپنی چھت پر کھڑی مجھے دیکھ رہی تھی'' - ایک آخری مثال اور، افسانہ ''تھرٹین'' سے: ہیرو کی شادی اس کی مرضی کے بغیر اس کی چچا زاد سے ہو جاتی ہے - وہ اسے چھوئے بغیر پردیس چلا جاتا ہے اور جب تین سال بعد واپس آتا ہے تو اپنی بیوی کو دیکھ کر کہتا ہے، ''کالج سے تعلیم مکمل ہونے پر ہی گھر واپسی ہوئی تو میں اپنی اس کمسن بیوی کو دیکھ کر حیران ہی رہ گیا، جیسے ایک کلی کھل کر گلاب بن جائے - لگتا ہی نہیں تھا کہ یہ وہی میری چچا زاد ہے'' - ایسی مثالیں آپ کو عامر بیگ کے افسانوں میں جگہ جگہ ملیں گی -

''مانتو'' کے افسانے زندگی سے بھرپور ہیں - وہ ہمارے معاشرے کا ایسا نقشہ کھینچتے ہیں کہ قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا - عامر بیگ ایک نباض ہے - وہ معاشرے کی اونچ نیچ کو خوب سمجھتا ہے - وہ اپنے افسانوں میں قاری کو دنیا کی اچھائیوں اور برائیوں سے آگاہ کرتا ہے - وہ انسانی فطرت کو خوب سمجھتا ہے- افسانہ ''بی ایم ڈبلیو'' میں ایک عورت کو بریسٹ کینسر ہو جاتا ہے اور عامر بہ حیثیت ایک ڈاکٹر اس عورت کا علاج کرتے ہیں - کینسر کے بڑھ جانے کی وجہ سے عورت کے سینے کو کاٹ کر نکال دینے کی تجویز پیش ہوتی ہے - عورت بہت پریشان ہوتی ہے - اور ڈاکٹر عامر اس کی پریشانی کی وجہ سمجھ سکتے ہیں - وہ کہتے ہیں ، ''مردوں کی اکثریت تو چہرے اور جسم کے بعد سب سے پہلے جسم کے اسی حصے کو نوٹ کرتی ہے'' -

افسانہ ''شہناز'' ایک خوبصورت عیسائی لڑکی کی کہانی ہے جس کے حسن سے تو سب متاثر ہوتے ہیں مگر نام نہاد سچے مسلمان اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانے سے انکار کر دیتے ہیں - کیا یہ دوغلا پن نہیں ہے کہ ایک طرف تو آپ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام میں سب برابر ہیں اور دوسری طرف ایک عیسآئن کا پکایا ہوا کھانا نہیں کھاتے ؟ افسانہ ''شمع'' بھی ایک دلسوز کہانی ہے جس میں ایک ہیجڑا اپنے بھائی کے لئے کیا کچھ نہیں کرتا لیکن وہی بھائی اپنی آن کی خاطر اسے قتل کر دیتا ہے -

اس کتاب میں چند افسانچے بھی ہیں - صرف آٹھ دس سطور میں پوری کہانی بیان کر دینا کمال_ فن ہے - ''نئی دلہن'' میں ایک آدمی اپنی کینسر زدہ بیوی کو اس لئے طلاق دے دیتا ہے کہ اس کے علاج پر تین لاکھ روپے خرچ ہو رہے تھے - جبکہ ایک لاکھ سے بھی کم پیسوں میں وہ ایک نئی بیوی لے آتا ہے - ''ڈاکو'' کورونا وائرس کے زمانے کی کہانی ہے جس میں دکان میں چند لوگ ماسک پہنے ہوئے داخل ہوئے تو لوگ یہ سوچ کر بہت پریشان ہو گئے کہ کرونا کے مریض آ گئے - لیکن جب ان نقاب پوشوں میں سے ایک نے بتایا کہ وہ

ڈاکو ہیں اور دکان لوٹنے آئے ہیں تو سبھوں نے سکھ کا سانس لیا - وقت کیسے بدلتا ہے اور اس بدلتے وقت کو عامر بیگ ہی محسوس کر سکتا ہے اور ہم تک بات پہنچاتا ہے -

"مانتو" افسانوں کی ایک ایسی کتاب ہے جس سے اردو ادب کا ہر قاری محظوظ ہو سکتا ہے - اس کتاب میں نہ صرف ادب ہے بلکہ مصنف نے معاشرے کی دکھتی رگوں پر ہاتھ رکھا ہے - عامر بیگ کے افسانوں کی یہ پہلی کتاب ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ مستقبل میں اس سے بھی بہتر افسانے تخلیق کریں گے - اردو افسانے کے آسمان پر ایک نیا ستارہ طلوع ہو چکا ہے جو تا دیر جگمگاتا رہے گا -